Fikr-o-Nasar (Islamabad) 9:1 (1971)

کشف الظنون کا مختصر جائزہ

احمد خان ۔ ایم ۔ اے ۔

اسلامی علوم وفنون میں کتابیات (BIBLIOGRAPHY) کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ ابن الندیم (متوفی ۳۸۵ھ) کی الفہرست اس سلسلہ کی پہلی کڑی شمار ہوتی ہے۔ اس کے بعد کئی دوسرے حضرات کے نام آتے ہیں، جنہوں نے مصنفین اور ان کی تالیفات کی فہرست مرتب کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ ان میں فارابی (متوفی ۳۳۹ھ) کی احصاء العلوم، خوارزمی (متوفی ۳۸۷ھ) کی مفاتیح العلوم، ابوبکر الاشبیلی کی فہرست ما رواہ عن شیوخہ، فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی حدائق الانوار فی حقائق الاسرار، قطب الدین شیرازی (متوفی ۷۱۰ھ) کی درۃ التاج لغرہ دباج، ملا لطفی کی کتاب المطالب، طاشکبری زادہ کی مفتاح السعادۃ، مولیٰ محمد امین بن صدرالدین کی الفوائد الخاقانیۃ اور طاشکبری زادہ ہی کی نوادر الاخبار فی مناقب الاخیار اور موجودہ عہد میں سرکیس کی معجم المطبوعات بہت زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ ان مشہور ومعروف کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں اس ضمن میں لکھی گئی ہیں۔ ان سب میں کشف الظنون کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔

کشف الظنون کے مصنف، مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطینی المعروف حاجی خلیفہ چلپی کی سوانح حیات بہت کم معلوم ہو سکی ہے۔ ہم صرف اتنا ہی جانتے ہیں جو انھوں نے خود اپنی ایک تالیف "میزان الحق" میں اپنے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ یہاں اس کی تفصیل دینا مناسب نہیں۔ اسے تراجم (BIOGRAPHIES) کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے[1]۔ موصوف ذی القعدہ ۱۰۱۷ھ میں قسطنطنیہ میں ایک فوجی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پانچ چھ برس کی عمر میں قرآن کی تعلیم مکمل کر لی۔ اس کے بعد دوسرے علوم کے علاوہ کتابت میں بھی مہارت حاصل کی۔ ابھی عمر زیادہ نہیں ہوئی تھی کہ باپ کی وساطت سے فوج میں کاتب مقرر ہو گئے۔ متواتر کئی سال تک اس خدمت پر مامور رہے۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

اس ملازمت کے دوران کئی جنگوں میں شریک ہوئے اور متعدد سفر بھی کئے۔ اس جہاں گردی نے ان میں ایک ایسا شوق پیدا کر دیا جو بعد میں ان کی شہرت کا باعث بنا۔ ۱۰۴۵ھ میں انھوں نے مطالعہ پر زیادہ توجہ دی۔ یہ وہ وقت ہے جب خلیفہ چلپی اپنی شہرہ آفاق تصنیف کی تالیف کی طرف راغب ہو چکے تھے۔ ۱۰۴۶ھ میں انھوں نے اس کی پہلی جلد مکمل کر لی تھی۔ انھوں نے خود لکھا ہے...... تم تسویدہ فی عنفوان الشباب[۱]۔ یعنی آغاز جوانی میں ہی اس کی تسوید مکمل ہو چکی تھی۔ مگر یہ کام بیس سال تک جاری رہا۔ دراصل بات یہ ہے کہ خلیفہ چلپی نے عہد جوانی تک اس کتاب کا ایک ڈھانچہ تیار کر لیا تھا، جس کا نام اس وقت "کتاب اجمال الفصول والابواب فی ترتیب العلوم واسماء الکتاب" رکھا تھا[۲]۔ موجودہ نام بعد میں رکھا گیا۔ پھر جوں جوں نیا مواد ملتا گیا وہ اس ڈھانچے میں بھرتے گئے تا آنکہ یہ نہایت عمدہ کتاب تیار ہو گئی۔ خلیفہ چلپی کے اس ذوقِ عمل پر علماء نے دل کھول کر داد دی۔ مگر اس وقت تک اُنھوں نے کتاب کو صاف (FAIR) نہیں کیا تھا۔ اس حوصلہ افزائی کے بعد انھوں نے ابھی دال (مادہ "دروس") تک ہی مسودہ صاف کیا تھا کہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو موت نے آلیا، اور باقی کام اسی طرح رہ گیا۔ جسے ان کے ہونہار شاگرد جار اللہ ولی الدین آفندی نے پورا کیا۔

اس کتاب کے بہت سے تتمے لکھے گئے ہیں جو اس کتاب کی اہمیت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ معروف تتمے اصحابِ ذیل کے ہیں:

۱۔ محمد عزتی آفندی متوفی ۱۰۹۲ھ

۲۔ ابراہیم آفندی متوفی ۱۱۸۹ھ

۳۔ عارف حکمت بک متوفی ۱۲۷۵ھ

۴۔ حنیف زادہ۔ اس کا تتمہ فلوگل نے کشف الظنون کے ساتھ چھاپ دیا ہے۔

۵۔ اسماعیل پاشا۔ اس کے تتمے کا نام "ایضاح المکنون" ہے جو حیدرآباد سے چھپ چکا ہے۔

یہ آخری تتمہ سب سے زیادہ مشہور ہے اور ایسے صاحب کا ہے جو خود اسی قسم کی ایک مستقل تصنیف (ہدیۃ العارفین) کے مالک ہیں۔ کشف الظنون کا ایک اختصار یہ بھی سید الحسن العباسی النبہانی (متوفی ۱۹۰۵ء) نے حلب میں تیار کیا تھا۔ جس میں کچھ کتابوں کا اضافہ بھی ہے۔

تحریک اسلامی کی تجدید کی جو لہر اُٹھی اس کے اثرات الجزائر نے بھی محسوس کئے۔ ابن بادیس کی تحریک بھی دراصل اسی "پان اسلام ازم" کی بازگشت تھی۔

ان قیود کی موجودگی میں ابن بادیس کو اپنی تحریک کو آگے بڑھانے میں بڑی ہوشیاری سے کام لینا پڑا۔ وہ مذہبی اصلاح کے پردے میں دراصل ملک کے استقلال کے لئے کام کر رہے تھے۔ انھوں نے صحافت میں انقلاب برپا کرنے کے لئے ۱۹۲۲ء میں ایک روزنامے کا اجراء کیا۔ بے باک تبصروں اور استعمار کے خلاف تحریروں کی وجہ سے چند شمارے شائع ہونے کے بعد اس کو بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد اسی سال مجلہ "الشہاب" کا اجراء عمل میں آیا۔ پہلے یہ ہفت روزہ کی شکل میں منظر عام پر آیا، پھر ۱۹۲۸ء میں اسے ماہنامے میں تبدیل کر دیا گیا، جو جنگ عظیم دوم کے آغاز تک شائع ہوتا رہا، یہاں تک کہ اس کے انقلابی عزائم اور اسلامی رجحانات کی وجہ سے ۱۹۳۹ء میں اجنبی حکومت نے الجزائر کی واحد آواز کا بھی گلا گھونٹ دیا۔ "الشہاب" صرف الجزائر کا ترجمان ہی نہیں تھا بلکہ تمام مغرب اقصیٰ، مصر اور باقی عربی ممالک کے ان عوام کے درمیان رابطے کا کام دیتا تھا جن کو غیر ملکی سامراج نے اپنے مفاد کی خاطر چھوٹے چھوٹے جغرافیائی ٹکڑوں میں بانٹ دیا تھا، اور جن کے اندر اتحاد پیدا کرنے کے لئے ایک مضبوط رابطے کی اشد ضرورت تھی۔ یہ ابن بادیس کی دعوت وسیاست ہی تھی جس نے ان کے اندر ایک مضبوط رابطے کا کام کیا اور ان کو غیر ملکی تسلط کی زنجیروں سے آزاد کرانے میں مدد دی۔

غیر ملکی تسلط کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۳۸ء میں ایک الجزائری نواب نے ایک مقالہ شائع کرایا جس کا عنوان تھا "میں فرانسیسی ہوں"۔ اس میں اس نے سرے سے الجزائری قوم کے وجود ہی سے انکار کیا تھا اور دعویٰ کیا تھا کہ اس خطے میں عرب اور مسلمان قوم کا کبھی کوئی وجود نہ ماضی میں رہا ہے اور نہ اب ہے۔ اس کے خلاف ابن بادیس نے ایک پُر زور مقالہ سپرد قلم کیا، جس نے فرانسیسی اور الجزائری صحافت اور حکمران طبقے میں تہلکہ مچا دیا۔ یہ مقالہ نومبر ۱۹۳۸ء کے الشہاب کے شمارے میں 'قول فیصل' کے عنوان سے شائع ہُوا، جس میں آپ نے لکھا:-

"ایک مقامی نواب نے، جن کا شمار ملک کے رؤسا میں ہوتا ہے اور جو ایک بڑے سرکاری عہدے پہ فائز ہیں، گوہر افشانی فرمائی ہے کہ الجزائری قوم اپنی تشکیل کے اعتبار سے فرانسیسی قوم ہے، کیونکہ فرانس کے سوا اس کا نہ کوئی وطن ہے اور نہ فرانس میں ادغام کے علاوہ اس کا کوئی مقصد ہے، اور اس

قوم کی دیرینہ تمنا ہے کہ فرانس اس پہ اپنا سایہ مسلسل قائم رکھے۔ نواب موصوف نے دعویٰ باطل کیا ہے کہ میں نے ماضی کی تاریخ کے اوراق کھنگال ڈالے، لیکن کہیں بھی الجزائری قومیت کا نام ونشان اور ذکر نہ پایا۔ اور اس کی حالیہ تاریخ کی تحقیق کی تو کوئی خبر اس کی نہیں ملی۔ اور آخر اس پر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ وہ قومیت کے لحاظ سے فرانسیسی ہے۔ صحیح ہے کہ ہر چیز اس عالم میں ترقی پذیر ہے اور ایک حالت پر سدا قائم نہیں رہتی۔ نواب صاحب! ہماری تحقیق تو یہ بتلاتی ہے کہ ماضی و حال کی تاریخ میں اس قوم کا اسی طرح وجود ہے جس طرح دنیا کی دوسری اقوام کا۔ اس ملت کی تاریخ کارہائے نمایاں سے بھری ہوئی ہے۔ اس کی اپنی دینی وحدت ہے، اپنی زبان ہے، اپنی مخصوص ثقافت ہے، اپنا منفرد ضابطۂ اخلاق ہے، یہ ہر لحاظ سے ایک علیحدہ اور منفرد ملت ہے۔ الجزائر کی مسلمان ملت کو کبھی بھی فرانسیسی نہیں کہا جا سکتا۔ نہ یہ فرانسیسی ہے نہ فرانسیسی ہو سکتی ہے، اور نہ ہونا چاہتی ہے۔ اور اگر چاہے بھی تو فرانسیسی نہیں ہوسکتی۔ اپنی زبان اپنے ضابطہ اخلاق اپنی ترکیب اور دین کے اعتبار سے یہ فرانسیسی قوم سے بالکل جدا قوم ہے۔ یہ ادغام نہیں چاہتی کیونکہ اس کا اپنا وطن ہے اور وہ الجزائر کی معروف سرزمین ہے۔"

زورِ خطابت ملاحظہ ہو کس خوبی سے قوم کے منفرد وجود کی وکالت کی ہے اور آئندہ نسلوں کے لئے راہ متعین کی ہے، جس پر چل کر ہی وہ منزلِ حریت کو پا سکتے تھے۔ اسی سے آپ کے اوصاف و کردار پر بھی واضح روشنی پڑتی ہے کہ آپ کتنے نڈر بطل حریت تھے۔ وہ جو کہتے تھے حق کہتے تھے، اور باطل کے خلاف برملا ڈنکے کی چوٹ کہتے تھے۔ اور یہ نہیں دیکھتے تھے کہ باطل کتنا طاقت ور ہے۔ وہ یہ تصور میں بھی نہیں لاتے تھے کہ جس کی وہ مخالفت کر رہے ہیں وہ کتنا صاحبِ اقتدار ہے۔

آپ ۱۸۸۹ء میں قسطنطین میں پیدا ہوئے۔ جامع الجزائر میں اُستاد تھے۔ آپ نے آزادی کا آفتاب طلوع ہونے سے قبل ۱۹۴۰ء میں اس جہانِ فانی سے کوچ کیا۔